آہ!! علم عرفان کا آفتاب غروب ہو گیا

انا للہ و انا الیہ راجعون

حافظ محمد اسحاق حسینوی کا سانحہ ارتحال

ابوبکر صدیق حسین خانوالہ
قصور

یہ خبر انتہائی رنج وعلم سے سنی گئی کہ 4 جولائی 2002 بروز جمعرات کو جماعت اہلحدیث کے ممتاز عالم دین، عالم باعمل بقیۃ السلف شیخ الحدیث حافظ محمد اسحاق حسینویؒ وفات پا گئے۔

حضرت حافظ صاحبؒ 1913 کو ضلع قصور کے نواحی گاؤں حسین خانوالہ ہٹھاڑ میں پیدا ہوئے، بعد میں پتوکی کے قریب گاؤں حسین خانوالہ چک 8 منتقل ہو گئے۔ حافظ صاحبؒ راقم کی والدہ محترمہ کے چچا جان تھے۔

میں نے جب سے ہوش سنبھالا تو حلقہ علماء و احباب مین حضرت حافظ صاحبؒ کی تبحر علمی کے تذکرے سنتا ان دنوں حضرت حافظ صاحبؒ جامعہ اہلحدیث لاہور میں شیخ الحدیث تھے اور بے شمار طلباء زانوئے تلمذ اختیار کئے ہوئے علم وعرفان کے اس چشمہ صافی سے سیراب ہو رہے تھے۔

بندہ ناچیز کی عمر اس وقت تقریباً بارہ برس کی تھی افسوس تو یہ ہے کہ راقم صغر سنی کی وجہ سے اس ہمہ گیر شخصیت سے استفادہ نہ کر سکا جس میں اللہ تعالیٰ نے بیک وقت بے شمار خوبیاں ودیعت کر رکھی تھیں آپ کی زندگی کے جس گوشہ پر نظر ڈالی جائے وہ آپ کی سیرت کا ایک اہم باب ہے۔

آپ نے اپنی تمام تر خداداد صلاحیتوں کو دین متین کی ترویج و اشاعت کیلئے وقف کر رکھا تھا ایسی عظیم المرتبت ہستی کی وفات پر شاعر کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

فما کان قیس هلكه هلك واحد
ولكنه بنيان قوم تهدم

تعلیم و تربیت:

حضرت حافظ صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں محترم جناب حافظ شبیر احمدؒ صاحب سے حاصل کی۔ ان کے سایہ شفقت میں رہ کر قرآن مجید کو اپنے سینے میں محفوظ کیا۔ اور ساتھ ساتھ پڑھنے و لکھنے کی بھی تربیت حاصل کی۔

حصول علم:

چونکہ آپکے والدین کو دینی تعلیم کا شوق تھا لہٰذا اسی مقصد کی تکمیل کیلئے آپکو لکھو کے ضلع فیروز پور (انڈیا) میں بھیج دیا وہاں جاکر حافظ صاحب موصوف نے ولی کامل حضرت مولانا عطاء اللہ لکھویؒ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ خوش قسمتی سے ان دنوں مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی علیہ الرحمۃ مدرسہ رحمانیہ دہلی سے تفسیر، حدیث، صرف ونحو، منطق وفلسفہ کی تکمیل کر کے مدرسہ لکھو کے ضلع فیروز پور میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔

حضرت حافظ صاحب نے استاد المکرم مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی سے مشکوٰۃ المصابیح کا سماع کیا جب کہ لکھوی خاندان کے چشم و چراغ ولی کامل مولانا محی الدین لکھویؒ اور مولانا معین الدین لکھوی حفظہ اللہ بھی شریک سبق تھے۔ تحصیل علم کے دوران مولانا بھوجیانی علیہ الرحمۃ نے آپ کی تعلیم و تربیت کا خصوصی خیال رکھا جس کے نتیجے میں استاد و شاگرد کے مابین ایک ایسا گہرا تعلق قائم ہوا جو آخر تک قائم ودائم رہا۔

اس کے بعد حافظ صاحب مدرسہ رحمانیہ دہلی میں وقت کے عظیم محدث شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا عبدالجبار کھنڈیلویؒ کی خدمت میں اپنے رفقاء حافظ محمد بھٹویؒ، مولانا اسماعیل برکھائی، مولانا حافظ محمد عبداللہ بڈھیمالوی، حافظ عبدالرحمن صافویؒ، مولانا قدرت اللہ بڈھیمالویؒ، مولانا عبدالجبار، مولانا عبدالعزیز حسینویؒ اور مولانا رحمت اللہ مرطوف فتح محمد کلاں کنگن پور والد محترم فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحنان زاہد استاد جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے ہمراہ حاضر ہوئے وہاں حافظ صاحبؒ نے دو سال کی مدت تک فیض حاصل کیا۔

پھر وہاں سے گوجرانوالہ کے نواحی گاؤں گوندلانوالہ میں منتقل ہو گئے وقت کے عظیم محدث، شیخ الحدیث والتفسیر، حضرت حافظ محمد گوندلویؒ عظیم محدث، جناب مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی جیسی عظیم شخصیات سے مزید کسب علم کیا۔

خدمات

فراغت کے بعد اپنے استاد مکرم مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کے مشورہ سے آپ مدرسہ اوڈانوالہ میں وقت کے عظیم مجاہد، ولی کامل صوفی عبداللہؒ کے ہاں تدریسی فرائض سرانجام دینے کیلئے تشریف لے گئے اس وقت مدرسہ کی کامیابی وترقی کیلئے حضرت حافظ صاحب جیسے فاضل شخص کی اشد ضرورت تھی۔ آپ نے انتہائی محنت ولگن کیساتھ وہاں نو دس سال تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ ان دنوں آپ کی رفیقہ حیات بیمار تھی جس کی وجہ سے آپ کو واپس گاؤں جانا پڑا جس کے نتیجہ میں مدرسہ اوڈانوالہ کو حافظ صاحب جیسی متبحر علمی شخصیت سے محروم ہونا پڑا بعد میں مدرسہ ڈھلیانہ ضلع ساہیوال میں تدریسی فرائض کی ادائیگی کیلئے تشریف لے گئے۔ یہاں بھی حافظ صاحب علیہ الرحمۃ نے دوران تدریس سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے انتھک کوشش و محنت کی حتیٰ کہ اپنے گاؤں حسین خانوالہ سے مدرسہ ڈھلیانہ جو تقریب پندرہ میل کا فاصلہ ہے سائیکل سے طے کرتے۔

حضرت حافظ صاحبؒ کے بے پناہ محت و کاوش کے نتیجہ میں طلباء نے دور دراز کے علاقوں سے سفر کر کے حافظ صاحب جیسی متبحر علمی شخصیت سے فیض حاصل کیا جن میں مولانا عبدالرشید گوھڑوی، شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی، مولانا یحیٰی صاحب، مولانا زکریا بقاپوری، اور مولانا محمد اسحاق کرانی والے سرفہرست ہیں۔ جب آپ کی رفیقہ حیات خالق حقیقی سے جاملی تو آپ واپس اپنے گاؤں حسین خانوالہ میں تشریف لے آئے۔ گاؤں کے لوگوں نے اپ کی شخصیت کو غنیمت سمجھتے ہوئے مدرسہ کا اجراء کیا اور تمام تر علمی وتدریسی ذمہ داریاں حافظ صاحب کے سپرد کردیں۔ اطراف واکناف سے طلباء نے بھرپور استفادہ کیا جن میں مولانا محمد اسحاق صاحب جان خطیب حسین خانوالہ بھی شامل تھے۔ اسی طرح فیضان علم کا یہ چشمہ صافی کئی برس جاری وساری رہا حتیٰ کہ بطل حریت عظیم مفکر مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ بذات خود دومرتبہ حضرت حافظ صاحب کے پاس ان کے گاؤں میں تشریف لائے کہ آپ ہمارے پاس تقویۃ الاسلام لاہور میں تشریف لے آئیں۔ چونکہ جماعت کو حافظ صاحب سے والہانہ محبت وعقیدت تھی لہٰذا سید صاحبؒ نے باقاعدہ جماعت سے اجازت لی تو ان کے اصرار پر حضرت صاحب تقویۃ الاسلام لاہور میں تشریف لے آئے۔ اور وہاں تقریبا ۴۵ سال کے طویل عرصہ میں بے شمار طلباء، علماء نے استفادہ کیا جن میں شیخ الحدیث حافظ عبدالسلام بھٹوی، پروفیسر مزمل احسن شیخ، مولانا محمد اسحٰق بھٹی، اور پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی حفظھم اللہ جیسے عظیم سکالر شامل تھے۔

انہی ایام میں جماعت اہلحدیث مانگا کے چند ساتھیوں کے اصرار پر حافظ صاحبؒ وہاں تشریف لے گئے پھر مانگا منڈی میں ایک عظیم الشان مسجد کی بنیاد رکھی اور یہ مسلک اہلحدیث کی سب سے پہلی مسجد تھی۔

پھر حافظ صاحب جامعہ اہلحدیث لاہور میں بطور شیخ الحدیث تشریف لے گئے وہاں تقریبا چھے سال دین حنیف کی نشر واشاعت میں کوشاں رہے کہ اچانک حادثہ کا شکار ہوگئے حتیٰ کہ چلنا پھرنا مشکل ہوگیا۔ لیکن اس کے باوجود کچھ عرصہ تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے طلباء کے جم غفیر نے خوب استفادہ کیا مرض کی طوالت کے پیش نظر کافی عرصہ اپنے داماد شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی کے گھر صاحب فراش رہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب جامعہ سلفیہ ۱۹۵۶ء میں لاہور سے فیصل آباد منتقل ہوا تو جامعہ کی انتظامیہ مسلسل ۳،۴ سال تک کوشش کرتی رہی کہ آپ فیصل آباد میں تشریف لے آئیں لیکن حافظ صاحب گھریلو مجبوریوں کی بناء پر نہ آسکے۔ حضرت حافظ صاحبؒ نے ۱۹۶۴ء میں حج بیت اللہ کی بھی سعادت حاصل کی۔

تصانیف و تراجم:

جہاں آپ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو درس و تدریس کی صلاحیتوں سے مالا مال کیا تھا وہاں آپ تحریر کے بھی عظیم شاہکار تھے جب آپ دہلی میں زیر تعلیم تھے تو مولانا استاد المکرم عطاء اللہ حنیف بھوجیانی علیہ الرحمۃ انہیں بذریعہ لیٹر کہتے کہ فلاں کتاب کا فلاں باب یا حصہ نقل کرکے بھجوادیں تو حافظ صاحبؒ دہلی کے مراکز وشخصیات سے نادر ونایاب نسخہ ہاتھ سے نقل کرکے بھیج دیتے۔

اسی طرح مصری جریدہ المسلمون، میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی عدالت کے متعلق چھپنے والے مضمون کا ترجمہ کیا، جو ہفت روزہ الاعتصام لاہور میں شائع ہوا قارئین نے بہت زیادہ پسند کیا۔

علامہ فاخر زار الہ آبادی کا ستر صفحات پر مشتمل فارسی رسالہ اسکا بھی ترجمہ کیا اس کے علاوہ دیوان حماسہ جیسی ادب کی عظیم کتاب کا ترجمہ، سلک النکات، کے نام سے شرح وحل لغت لکھی۔ تذکرۃ الحفاظ، سیرۃ النبیؐ، قبر صیہ لاامام ابن تیمیہؒ جیسی عظیم کتابوں کے تراجم کئے، تعلیم الحج، تعلیم الزکوۃ، فقہاء سبعہ کے علاوہ بے شمار مقالات ومضامین ہفت روزہ الاعتصام اور دیگر رسائل وجرائد میں شائع ہوئے۔

اولاد

حافظ صاحبؒ کے پہلی بیوی سے تین بیٹے پیدا ہوئے، محمد عاشق، محمد حسن، اور عبیداللہ، محمد عاشق تو آپ کی زندگی میں وفات پاگئے باقی دو بیٹے محمد حسن لاہور میں اور عبداللہ مانگا منڈی میں رہائش

بقیہ:۔ صـ 8 پر